اسلام اور مسلمانوں کو درپیش چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے طلبہ پوری محنت اور لگن سے تیاری کریں

رپورٹ
احسان یوسف
جامعۃ الازھر

جامعۃ الازھر میں زیر تعلیم طلبہ سے پرنسپل جامعہ اور ناظم اعلیٰ وفاق چودھری یٰسین ظفر کا کلیدی خطاب

جامعۃ الازھر دنیا کی قدیم اور مستند یونیورسٹی ہے جس میں دنیا بھر سے ہزاروں طلبہ و طالبات مختلف شعبوں میں زیر تعلیم ہیں جن میں پاکستان انڈیا بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال افغانستان کے طلبہ بطور خاص شامل ہیں۔ گذشتہ دنوں پرنسپل جامعہ اور ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ چودھری یٰسین ظفر ایک خصوصی کورس میں شرکت کے لیے جامعۃ الازہر قاہرہ تشریف لائے تو انہیں خصوصی دعوت دی گئی کہ وہ طلبہ جامعہ کو خطاب کریں۔ اس ضمن میں مدینۃ البعوث (غیر ملکی طلبہ کی رہائش گاہ) میں ایک نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں تقریباً ڈیڑھ صد طلبہ نے شرکت کی اس میں پروفیسر یٰسین ظفر کے علاوہ علامہ قاضی عبدالقدیر خاموش نے بھی خطاب کیا۔ ذیل میں ان کی گفتگو کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

جناب پروفیسر یٰسین ظفر نے ''عالم اسلام کو درپیش چیلنجز اور ہماری ذمہ داری'' پر اظہار خیال کیا۔ انہوں نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر .الاية گرامی قدر علماء کرام عزیزان گرامی۔ سب سے پہلے میں اپنے عزیزان کو سپاس تشکر پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہمیں طلبہ سے ملنے اور ان سے گفتگو کرنے کا موقعہ فراہم کیا۔ یہ لمحات ہمارے لیے باعث سعادت ہیں۔ میں دو باتوں کی طرف توجہ مبذول کراؤں گا۔

(1) جامعۃ الازہر بلاشبہ دنیاء اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی ہے۔ جسے پوری دنیا میں قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی تعلیمی علمی تحقیقی خدمات قابل قدر ہیں۔ ایک وقت تھا کہ تمام علوم کا اہتمام ایک چھت کے نیچے کیا جاتا تھا۔ اور تشنگان علوم کشاں کشاں اس طرف چلے آتے تھے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے بلکہ اس میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ اور یقیناً یہی کشش آپ کو یہاں کھینچ لائی ہے۔

جامعۃ الازہر میں زیر تعلیم طلبہ میں فکری وسعت پائی جاتی ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ فکر صحیح اور کتاب و سنت کے منہج کے مطابق ہو۔ کیونکہ سلیم الفکر عالم ہی دنیا کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس لیے میں سب سے پہلے طلبہ کرام کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں کہ آپ حصول علم کے ساتھ اس بات کا اہتمام

ضرور کریں۔ کہ اسلام کے حقیقی نظریے اور فکر کو ہی ذہن میں جگہ دیں۔ اور اس پر کسی قسم کی لچک پیدا نہ کریں۔

اس کے ساتھ یہ بھی خیال رہے کہ آپ اپنے وطن سے دور صرف اس مقصد کے لیے آئے ہیں کہ تعلیم حاصل کریں۔ لہٰذا آپ کی پہلی ذمہ داری یہی بنتی ہے کہ مکمل یکسوئی کے ساتھ تعلیم پر توجہ دیں۔ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کیے بغیر واپس نہ آئیں۔ آپ ایک اچھے عالم محقق، ماہر تعلیم بن کر ملک کی خدمت کریں۔ کیونکہ قوم آپ کی منتظر ہے۔

(2) عزیزان گرامی! آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت امت مسلمہ بے شمار مشکلات سے دوچار ہے انہیں داخلی و خارجی مسائل درپیش ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی اسلامی ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہے۔ دن بدن ان مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور جو بنیادی چیلنجز انہیں درپیش ہیں وہ درج ذیل ہیں مذہبی انتشار فرقہ واریت، معاشرتی ناہمواری، اقتصادی بحران، سیاسی ابتری، کرپشن اور اخلاقی گراوٹ شامل ہے۔ بدقسمتی سے اسلامی دنیا پر ایسے لوگ مسلط ہیں۔ جو بجائے خود دشمنوں کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ ان تحدیات اور مسائل کو حل کرنے کے لئے امت مسلمہ میں بیداری کی ضرورت ہے اس لیے وہی لوگ یہ کام کر سکتے ہیں جو حقیقی معنوں میں مقاصد شرعیہ سے آگاہی رکھتے ہوں۔

داخلی مسائل میں سب سے زیادہ حساس مسئلہ مذہبی انتشار اور فرقہ واریت کا ہے! آج ہر شخص دین اسلام کی تشریح اور توضیح کا حق رکھتا ہے اور اپنے مفادات کی خاطر شریعت کی وہی تعبیر کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے اگرچہ اس سے دین کی اصل روح مجروح ہوتی ہو۔ مگر اسے کوئی پرواہ نہیں جدیدیت کے نام پر ایسے مسائل میں بھی اختلاف کا بیج بو دیا گیا۔ جو مدتوں سے غیر متنازعہ تھے۔ اس کی وجہ سے امت میں انتشار اور افتراق پیدا ہو رہا ہے۔ اور نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام کے دو بنیادی ماخذ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ **ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتی۔** (الحدیث) پیش آمدہ مسائل کو سمجھنا اور ان کے حل کے لیے قرآن و حدیث سے استنباط کے لیے فقہاء نے بے مثال اصول وضع کیے ہیں۔ اگر کوئی صحیح حل چاہتا ہے تو ان اصولوں کی روشنی میں فہم سلف کو سامنے رکھے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مسائل کا صحیح حل تلاش نہ کیا جا سکے، مسلمانوں کی بدنصیبی ہے کہ علماء امت اس وقت فرقہ واریت کا شکار ہیں۔ تعصب اور ہٹ دھرمی نے حق قبول کرنے میں دیوار کھڑی کر دی ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ ہم دلائل کی بنیاد پر فیصلے کرنے کی صلاحیت حاصل کریں۔ اس اختلاف سے ان لوگوں نے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا۔ جو روشن خیال ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اب یہ

مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں دین سے لاتعلقی کا اظہار کرنا چاہیے۔ اس کا سیاست' معاشرت اور معیشت سے کیا تعلق؟ بلکہ دین اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دین بیزار لوگ مادر پیدر آزادی کے دلدادہ ہیں۔ اور معاشرے میں اباحیت کو فروغ دینا چاہتے ہیں لہٰذا یہ علماء کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ مل جل کر اس طوفان بدتمیزی کا مقابلہ کریں۔

ہمارے معاشرتی مسائل میں ایک اہم چیلنج خواتین کے حقوق سے متعلق ہے۔ اگرچہ دنیا میں پائے جانے والے تمام قوانین اور نظام میں سب سے زیادہ حقوق اور خاتون کا تحفظ اسلام میں ہے۔ لیکن اغیار نے اس مسئلہ کو بے حد اچھالا ہے۔ اس کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ انہیں باہر سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے ایسے لوگ میسر آ گئے۔ جو خواتین کے بارے میں ایسی تصویر کشی کرتے ہیں۔ جس سے ظلم زیادتی اور جبر کا تاثر ابھرتا ہے اور اس بنیاد پر یہ مطالبہ زور پکڑ رہا ہے کہ مسلم خواتین کو آزادی اور بنیادی حقوق میسر نہیں ہیں اور انہیں مساویانہ حق نہیں دیا جاتا' حالانکہ اسلام ایک فطری دین ہے جو نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کے بارے میں بھی مساویانہ نہیں بلکہ عادلانہ نظام کا حامی ہے۔ اور پورے عدل وانصاف کے مطابق تمام حقوق ادا کرنے کا پابند بناتا ہے اور عادلانہ نظام ہی سے خواتین کو نہ صرف تحفظ حاصل ہوتا ہے بلکہ تمام حقوق میسر آ جاتے ہیں۔

عزیزان گرامی! مسلمانوں کے اہم مسائل میں اقتصادی مسئلہ بھی شامل ہے آج تمام اسلامی ممالک کی اقتصادی حالت قابل رشک نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے عوام کی زندگی بڑی مشکل میں ہے۔ بلکہ بعض ممالک غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں' حالانکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلامی دنیا کا جغرافیہ اور محل وقوع اس قدر شاندار اور مضبوط ہے کہ اگر ہم باہمی اتحاد سے اپنی سمندری گزرگاہوں کو بند کر دیں۔ تو پوری دنیا کی تجارت جام ہو سکتی ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بے شمار قدرتی وسائل سے مالا مال کیا ہے' تیل' گیس' کوئلہ' قیمتی پتھر' زرعی اجناس' پھل اور سبزیاں' سمندر اور دریا پہاڑ اور ریگستان غرض کونسی نعمت ہے جو مسلم ممالک کو میسر نہیں لیکن پھر بھی مسلمان دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں' اس کا بنیادی سبب کرپشن اور اقتصادی نظام کا درست نہ ہونا ہے اس میں دو بنیادی باتیں حل طلب ہیں' غیر ملکی قرضوں سے نجات اور سودی نظام کا خاتمہ اگر اسلامی ممالک اس پر صحیح لائحہ عمل اختیار کر لیں' تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دنیا میں ایک قوت بن کر ابھر سکتے ہیں۔

عزیز طلبہ! ہمارے لیے ایک اہم چیلنج اسلامی دنیا کی سیاست ہے' بدقسمتی سے تمام اسلامی دنیا میں (الا ماشاء اللہ) اس قوم کے بدترین لوگ مسلط ہیں۔ اور اغیار کے ایجنڈے کی تکمیل میں جان توڑ کوششیں کر

رہے ہیں۔ یہ لوگ کہیں زبردستی اور کہیں نام نہاد جمہوریت کے توسط سے اقتدار پر قابض ہیں۔ اگرچہ بعض ممالک میں خونی انقلاب آ گئے ہیں اور امید ہے کہ وہاں اچھی حکومتیں وجود میں آ جائیں گی' دراصل اس کے لیے عوامی شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے' اس کے لیے طلبہ بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں' اس کے لیے آپ حضرات پوری محنت اور لگن سے پڑھیں اور مستقبل کے لیے تیار اور قوم کو ان درندوں سے نجات دلائیں۔

علامہ قاضی عبدالقدیر خاموش: آپ نے طلبہ کی ذمہ داری پر مفصل گفتگو کی' اور فرمایا کہ آپ تمام طلبہ مبارک باد کے مستحق ہیں جنہیں الازہر جیسی قدیم اور علمی یونیورسٹی میں پڑھنے کا موقعہ ملا' یقیناً آپ پوری دیانتداری سے پڑھتے ہونگے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں دن رات محنت کر رہے ہونگے' انہوں نے فرمایا کہ تعلیم کو بابرکت بنانے کے لیے عمل ضروری ہے۔

کردار سازی تعلیمی اداروں کا بنیادی کام ہوتا ہے اس لیے اسلامی تعلیم کے ساتھ عملی زندگی پر زور دیا جاتا ہے۔ قرون اولیٰ میں جب مسلمان باکردار تھے تو لوگ ان کے علم سے زیادہ ان کے عمل کو دیکھ کر ایمان لے آتے آپ کو معلوم ہے کہ بہت سارے ایسے ممالک ہیں کہ جہاں مسلمان تاجر گئے اور وہاں کے باشندے۔ ان کی صداقت دیانت اور امانت کو دیکھ کر ایمان لے آئے۔ اگرچہ وہ زیادہ پختہ عالم نہ تھے۔ مگر باکردار مسلمان ضرور تھے۔ نہ علماء کا کردار رہا نہ عوام کا! حکمران تو ویسے ہی برے اور بدکردار ہیں لوٹ کھسوٹ میں لگے ہیں۔ عیش وعشرت کی زندگی کو کامیابی کا راز سمجھتے ہیں جبکہ پہلے حکمران ان سے بہت مختلف تھے ہارون الرشید جیسے فہمیدہ حکمران جس نے محلات بنانے کی بجائے دارالحکمت جیسے ادارے قائم کیے۔ جہاں ایک وقت میں ایک ہزار علماء علمی تحقیقی کاموں پر مامور تھے۔ اور دیگر زبانوں کی کتب کو عربی میں منتقل کر رہے تھے تاکہ مسلمان بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔ جب عوام اور حکمران باکردار تھے۔ تو اسلامی سلطنت بھی اپنی وسعت کے باوجود بے حد خوشحال تھی۔ ہارون الرشید ایک دفعہ مکان کی چھت پر ٹہل رہا تھا کہ اس نے بادل کا ٹکڑا دیکھا اور خواہش ہوئی کہ یہ بغداد پر برسے لیکن سر سے گزر گیا' ہارون نے بادل کو مخاطب کر کے کہا کہ اے بادل تو بغداد پر تو نہ برسا' لیکن یاد رکھ تو جہاں بھی برسے گا۔ تیرے پانی سے اگنے والا غلہ اگر مسلمان کا ہے تو عشر اور اگر غیر مسلم کا ہے تو جزیہ کی شکل میں میرے پاس ہی آئے گا۔ یہ وہ دور تھا جب مسلمان اپنے کردار کی وجہ سے باعزت اور باوقار تھے۔

اس لیے تمام طلبہ سے گذارش ہے کہ وہ باکردار عالم بنیں علم میں تحقیق و جستجو کریں۔ خوب علم حاصل کریں۔ لیکن عملی میدان میں بھی دوسروں کے لیے مثال بنیں۔